عالمگیریت اور مسلم خاندانی نظام- تنقیدی مطالعہ
(سیرت طیبہ ﷺ کی روشنی میں)

ڈاکٹر محمد فاروق حیدر*
سعدیہ تحسین*

Globalization is the most dangerous phenomenon that has to be face by Muslim Ummah as this is a new form of colonialism in another mode of expansion. Globalization is an influential manifestation of West's civilizational dominance. This is established that the ultimate and real leading force of globalization is the West, hence the whole world is gripped by its political and socio-economic systems. The Muslim society that has its unique characteristic originated from the eternal teachings of Islam is under assault of this demolishing power. The family system of Islam; its basic unit, is confronted with Western invasion. Muslim families with their sacred institution of Nikah is resisting against western axioms of homosexuality, sodomy, incest sex and free sex. The article addresses to the questions; how the globalization is devastating the Muslim family structure? What should be discourse of Muslim intelligentsia to defend family system in academic spheres? What should be the way out to protect Muslim family system from such immoral incursion? In this hard situationthe only solution is to take directions from The Seerah of Prophet (PBUH) which is a source of everlasting guidance.

امت مسلمہ کو درپیش خطرات میں سے ایک بہت بڑا خطرہ عالمگیریت کا ہے جو نوآبادیاتی نظام کی نئی شکل بلکہ ایک توسیعی منصوبہ ہے۔ یہ عالمگیریت مغربی تہذیب و تمدن اور اس کے تمام مظاہر کے غلبے کا جدید اور مؤثر اظہار ہے۔ عالمگیریت کی قیادت چونکہ مغربی طاقتوں کو حاصل ہے لہٰذا وہ اس کے تحت نہ صرف سیاسی معاشی اور عسکری حوالے سے پوری دنیا کو اپنے استبدادی نظام میں جکڑے ہوئے ہیں بلکہ اس عالمگیریت کے سماجی اور ثقافتی اثرات کو بھی دنیا کے ہر معاشرہ میں باآسانی محسوس کیا جا سکتا ہے کیونکہ یہ ایک ایسی عملیت ہے جس سے ساری دنیا کی آبادی ایک معاشرہ میں متحد ہو کر اپنے تمام افعال انجام دے رہی ہے ان حالات میں عالمگیریت کا سب سے بڑا ہدف مسلم معاشرہ ہے کیونکہ یہ واحد معاشرہ ہے جس کے بنیادی خدوخال اس عالمگیریت کے خلاف اپنے اندر مضبوط فکری مزاحمت رکھتے ہیں۔ عالمگیریت کے فروغ و ابلاغ کے ذرائع چونکہ برق رفتار ہیں اس لیے عصر حاضر کے مسلم

*ایسوسی ایٹ پروفیسر، شعبہ علوم اسلامیہ، جی سی یونیورسٹی، لاہور۔
*لیکچرر، شعبہ علوم اسلامیہ، گیریژن یونیورسٹی، لاہور۔

معاشروں میں اس کے گہرے اثرات کسی نہ کسی حوالے سے مرتب ہو رہے ہیں اور آج مسلم معاشرہ کی بنیادی اکائی خاندان کو درپیش یہ ایک بہت بڑا چیلنج ہے۔ مغربی اخلاقیات چونکہ دم توڑ چکی ہیں جہاں آزادی نسواں، ہم جنس پرستی اور محرمات سے جنسی تعلقات جیسے فحش و بے لگام آزاد تصورات نے خاندان جیسے مقدس ادارے کو تباہ و برباد کر دیا ہے یہی وجہ ہے مغرب میں نکاح گریز رویہ کو قبول عام حاصل ہو چکا ہے اس لیے مغرب کے اخلاقی اقدار عالمگیریت کی شکل میں مسلم خاندانی تشکیل و روایت کو متاثر کر رہے ہیں جس کے کئی عملی مظاہر کا مشاہدہ مسلم معاشروں میں کیا جا سکتا ہے۔ یہاں کئی سوال اٹھتے ہیں کہ خود عالمگیریت کی حقیقت کیا ہے اور اس نے مسلم معاشرہ بالخصوص خاندانی روایت کو کس انداز سے متاثر کیا ہے۔ خاندانی ماہیت و ڈھانچہ کو جدید تناظر میں کس طرح تبدیل کر کے دنیا کے سامنے پیش کیا ہے اور خاندان کے عناصر ترکیبی کو کس قدر آزادی اور خود مختاری دی یہ اور اس طرح کے کئی سوالات ہیں جو آج کی مغربی تہذیب کی ترجمان عالمگیریت کی ترقی بالخصوص مسلم معاشروں میں بڑھتی ہوئی نفوذ پذیری سے جنم لے رہے ہیں۔ آج ان سوالات سے مباحثہ وقت کی اہم ضرورت ہے۔

عالمگیریت کی کوئی حتمی تعریف نہیں کی جا سکتی حقیقت یہ ہے کہ مغربی تہذیب کے مختلف مظاہر کو اسی تحریک کے تحت عام کیا جا رہا ہے۔ معیشت، سیاست اور ثقافت کے ماہرین نے اپنے اپنے انداز میں عالمگیریت کو واضح کیا ہے۔ یہاں چند تعریفات درج ذیل ہیں جس سے ایک قاری قدر مشترک نکال سکتا ہے کہ اس کی اصل مغربی تہذیب کا پوری دنیا پر تسلط اور غلبہ ہے۔ آج دنیا کی تقریباً ہر قوم و معاشرہ عالمگیریت کے دائرہ سے منسلک ہے۔

ڈکشنری آف سوشیالوجی میں عالمگیریت کی تعریف ان الفاظ میں بیان کی گئی ہے۔

Globalization theory examines the emergence of a global culture system. It suggests that global culture is brought about by a variety of social and cultural developments. (1)

عالمگیریت کا نظریہ عالمی ثقافتی نظام کے احیاء کا جائزہ لیتا ہے۔ اور اس سے پتہ چلتا ہے کہ سماجی اور ثقافتی ترقیات کے تنوع سے عالمی ثقافت فروغ پاتی ہے۔

یعنی عالمگیریت معاشرتی اور ثقافتی ترقیات سے مل کر بننے والی عالمگیر ثقافت کو روشناس کرواتی ہے۔ بقول Malcolm Waters اس تحریک کے بہت سے مظاہر ہیں جیسے:

عالمی مواصلاتی معلومات کے نظام،صارفیت اور کھپت کے عالمی طریقہ ہائے کار کے احیاء، cosmopolitanطرز زندگی کی تہذیب،عالمی کھیلوں کا احیاء جیسے اولمپک کھیل،فٹ بال کے عالمی مقابلہ جات اور ٹینس کے بین الاقوامی مقابلے،عالمی سیاحت کا فروغ، قومی ریاستوں کی خود مختاری میں کمی،عالمی عسکری نظام کی ترقی... صحت کے عالمی مسائل جیسے ایڈز،عالمی سیاسی نظاموں کا احیاء جیسے لیگ آف نیشنز اور اقوام متحدہ،عالمی سیاسی تحریکوں کا وجود میں آنا جیسے مارکسزم،انسانی حقوق کے تصورات میں بڑھتا ہوا اضافہ ،ادیان عالم کے مابین مکالمہ کی بحث(یہ سب عالمی مظاہر ہیں)۔اس سے بھی زیادہ اہم بات یہ ہے کہ عالمگیریت دنیا کو ایک وحدت میں دیکھنے کا نیا شعور پیدا کرتی ہے۔(۲)

مذکورہ بالا تمام عناصر عالمگیریت کی عملی بنیادیں اور مظاہر ہیں جن کا مشاہدہ ہر باشعور فرد معمولی فہم کے ساتھ بھی کر سکتا ہے۔ یہ ایک ہمہ جہتی فعل ہے جو ثقافتی، معاشی اور سیاسی انداز میں وقوع پذیر ہوتا ہے۔ جس کے اثرات زندگی کے مختلف شعبہ جات میں محسوس کئے جاسکتے ہیں۔

مغربی مفکرین Allan CochraneاورKathy Pain نے اپنے مقالہ میں اس نکتہ کی نشاندہی کی ہے:

It is multi-dimensional process; it applies to the whole range of social relations-cultural, economic and political. Its effects can be seen in all aspects of social life from the food we eat and the TV we watch to the sustainability of our environment. (3)

یہ کثیر جہتی عمل ہے جس کا اطلاق تمام ثقافتی،اقتصادی،سیاسی اور سماجی تعلقات پر ہوتا ہے۔جس کے اثرات کو معاشرتی زندگی کے تمام پہلوؤں میں دیکھا جاسکتا ہے۔بعض مغربی مفکرین کا کہنا ہے:

موبائل فون، سیٹلائٹ ٹی وی اور انٹرنیٹ کے ذرائع کی ایجاد کی وجہ سے زمین کے ایک حصہ سے دوسرے حصہ تک پیغامات کا فوری رابطہ ممکن ہوا ہے۔دور دراز ہونے والے واقعات ہماری ٹی وی سکرین پر براہ راست پیش کر دیئے جاتے ہیں۔اخبار اور ٹی وی میں آنے والی شہ سرخیاں ہمارے گھروں میں خوف، بحران اور پریشانی پر مبنی خبریں پہنچا رہی ہیں جس سے یہ واضح ہوتا ہے کہ دنیا میں ہونے والی تبدیلیاں خطرناک حد تک ہمارے اختیار سے باہر ہو رہی ہیں۔ہم میں سے بہت سے لوگ عالمی اقتصادی تبدیلی کے تناظر میں اپنے معاشی تحفظ کو لے کر خوفزدہ ہیں۔ جبکہ ہمارے ثقافتی اور سیاسی مسلمات کو

ابھرتی ہوئی نئی تحریکوں اور نئے اداروں کے احیاء سے مختلف تحدیات کا سامنا ہے۔انفرادی قومی ریاستوں کی حاکمیت اور روایتی معاشرتی ادارے مضبوط اور غالب عالمی طاقتوں کے ہاتھوں غیر موثر ہورہے ہیں حتی کہ ہمارے پاس موجود زر کی قدر وقیمت کا انحصار عالمی مالیاتی منڈی کے اتار چڑھاؤ پر ہوتا ہے۔(۴)

گلوبل فورسز ایک عالمی طاقت بن کر عالمی منڈی کے چھوٹے ملکوں کے لئے خطرہ بن جاتی ہیں اور کثیر القومی کمپنیاں اس قدر مضبوط ہوتی ہیں کہ وہ قومی ریاستوں کے انفرادی وجود اور اختیارات کو کم بھی کرتی ہیں اور وہاں کے روایتی معاشرتی اداروں کو غیر موثر کر دیتی ہیں۔غرضیکہ عالمی سرمایہ کی منڈی کے اتار چڑھاؤ سے اثرات بھی عالمگیر مرتب ہوتے ہیں۔

عالمگیریت ایک تاریخی عمل کا نتیجہ ہے جس کی بنیادیں ہمیں نہ صرف قبل از نوآبادیاتی دور میں بلکہ اسی دور کے تسلسل میں بھی نظر آتی ہیں۔

سمت رائے اپنی کتاب Globalisation, ICT and Developing Nations میں رقمطراز ہیں:

Globalisation a historical process-encapsulates a vision of shared universal values, goals and measures to advance society. It can be traced to the pre-colonial and the colonial phase which saw the spread of trade and financial links between nations, often reinforced by economic and miltary prowess encapsulated in pre and post-imperialist rivalries. (5)

یعنی عالمگیریت ایک ایسا تاریخی عمل ہے جو اپنے اندر مشترکہ عالمی اقدار اور ایسے مقاصد اور ضابطوں کو سموئے ہوئے ہے جو معاشرے کو جدید بناتے ہیں اسکو نوآبادیاتی اور ماقبل نوآبادیاتی ادوار میں تلاش کیا جا سکتا ہے۔جو تجارتی پھیلاؤ اور بین الاقوامی معاشی تعلقات کو پرکھتا ہے۔معاشی اور عسکری سرگرمیوں سے تقویت پاتا ہے۔

عالمگیریت کے ابلاغ کی تیز رفتاری کا یہ عالم ہے کہ عالمی طاقتوں کے مختلف برانڈز پوری دنیا میں اپنے سرمایہ کے بڑھوتری کے لئے رواں دواں ہیں۔

Whether in trade, finance or the speed and scope of communication, the degree of interpenetration of national markets and cultures is unprecedented. We smoke Marlboro Cigarettes, eat sushi, use [Microsoft] Windows,... experiment with acupuncture, read cosmopolitan, take away pizza and watch CNN where ever we are. English is emerging as the international language of

communication whether it is for air-traffic control or scientific papers; the culture of the ski-resort, dealing room and airport is homogeneous.Bluejeans, sweat shirts and trainers are ubiquitous.(6)

تجارت و مالیات ہو یا پھر مواصلات کی اہمیت و رفتار، قومی منڈیوں اور ثقافتوں کی باہمی نفوذ پذیری جیسے امور کی ماضی میں کوئی مثال نہیں ملتی۔اس کے مختلف مظاہر ہیں جن کا تذکرہ مذکورہ بالا اقتباس میں کیا گیا جن میں سے ایک انگریزی زبان ہے جو اس وقت بین الاقوامی زبان کا درجہ حاصل کر چکی ہے۔ تعریفات کے اس تناظر میں بآسانی سمجھا جا سکتا ہے کہ دنیا ایک Globe میں ہی سمٹ رہی ہے۔ جیسا کہ کتاب The Great Globalization میں عالمگیریت کو ان الفاظ میں بیان کیا گیا:

Globalization can be defined as "A shrinking World" (7)

عالمگیریت کی ترجمان عالمی طاقتوں کے علاوہ دنیا میں یہ تاثر عام ہے کہ عالمگیریت تو محض ایک ڈرامہ ہے درحقیقت یہ ان خاص مغربی طاقتوں کی ترویج و اشاعت ہے اس لئے گلوبلائزیشن کی بجائے ویسٹرنائزیشن اور امریکنائزیشن زیادہ مناسب الفاظ ہیں۔

To many living outside Europe and North America [globalization].... looks like Westernisation-or, perhaps, Americanisation, since the US is now the sole superpower, with a dominent economic, cultural and miltary position in the global order. Many of the most visible cultural expressions of globalisation are American-Coca-Cola, McDonald's... [Since most multinational corporations are based in the US and the North]. (8)

مذکورہ بالا تعریفات کو زمینی حقائق سے جوڑ کر دیکھا جائے تو یہ حقیقت کھل کر سامنے آتی ہے کہ عالمگیریت کے اہم مظاہر میں سرمایہ دارانہ عالمی معیشت، سیکولر جمہوریت، عالمی تہذیب و ثقافت، عالمی عسکری قوت، عالمی ذرائع ابلاغ، آزادی نسواں اور اباحیت پسندی وغیرہ شامل ہیں۔روس کے ٹوٹنے کے بعد امریکہ واحد سپر پاور بن کر نمودار ہوا۔اس نے پوری دنیا پر تسلط اور غلبہ جمانے کے لئے معاشی، سیاسی، ثقافتی، تکنیکی اور عسکری تدابیر اختیار کیں اور اپنی اتحادی قوت یورپ کے ساتھ مل کر عالمگیریت پر اپنی پوری طاقت صرف کی دنیا کو Global Village کے نعرہ کے تحت اپنے اندر سمیٹنے کی کوشش کی۔امن عامہ کے مسائل کے حل کے لئے اور عالمی معیشت کو کنٹرول کرنے کے تمام بڑے عالمی ادارے بھی اپنے قبضہ میں رکھے۔جب چاہا من مانی کے فیصلے کئے۔دنیا کے مختلف حصوں میں جنگ مسلط کی اور

وسائل پر قبضہ کر کے اپنی اقتصادیات کو ترقی دی۔ اسی عالمگیریت سے محفوظ رہنے کے لئے بعض معاشروں بالخصوص مسلم معاشرہ میں ایک خاص حد تک مزاحمتی رویہ پایا جاتا ہے۔ اگر عالمگیریت کے فوائد و نقصانات کے حوالہ سے بات کی جائے تو۔ " اس بحث کا ایک بہت اہم نکتہ یہ ہے کہ کیا عالمگیریت سب کے لئے اچھی ہے اور خاص بات یہ کہ کیا مساوی طور پر ایسا ہے؟ جہاں تک اس سوال کے دوسرے حصے کا تعلق ہے تو ریکارڈ سے ظاہر ہوتا ہے کہ عالمگیریت کے فوائد میں، چاہے وہ جو بھی ہوں، سب برابر کے شریک نہیں ہیں۔ خصوصاً ترقی پذیر ملکوں کے لوگ اپنے آپ کو پریشان کن محرومی کی کیفیت میں مبتلا پاتے ہیں۔ عالمگیریت سے کچھ پانا تو دور کی بات ہے، ان ملکوں کے لوگ عام طور پر اس عمل کے اس کنارے پر ہیں جہاں وہ صرف دینے والے ہیں۔ اس صورت حال نے انہیں متعدد نئے چیلنجوں سے دور چار کر دیا ہے۔ اسی بناء پر بعض لوگ یہ رائے رکھتے ہیں کہ دنیا میں عالمگیریت کا موجودہ دور بڑی حد تک استعماریت یعنی نو آبادیاتی نظام کی توسیع ہے" (۹)۔ عالمگیریت کو مقبول بنانے کے لئے بعض نعرے تشکیل دیئے گئے ہیں تا کہ عام آدمی اپنے آپ کو اس نظام میں سمو سکے۔ عالمی سرمایہ داروں نے ابلاغ عامہ اور تشہیر کے ذریعہ لوگوں کو یہ باور کرایا کہ دنیا اب (Global Village) ہے۔ اور اب ہر انسان اسی گلوبل ویلج کا شہری ہے.... عالمی بستی کا مطالب یہ ہے کہ ہمارے مفادات اور نقصان ہماری دلچسپیاں اور ہماری آرزوئیں اب ہمارے خاندان، بستی شہر یا ملک سے وابستہ نہیں ہیں بلکہ پوری دنیا سے ہیں.... ہمارے نفع و نقصان کا فیصلہ ہم نہیں بلکہ عالمی ساہو کار کریں گے جو کہیں دور ہیں۔ جنہیں ہم دیکھ بھی نہیں پاتے اور جس تک ہماری رسائی بھی نہیں۔ ۱۰۔ جہاں تک تعلق ہے عالمگیریت کے نتائج کا تو اس کے بے پناہ مضر اثرات پھیل رہے ہیں۔ اگر ترقی پذیر مسلم ممالک کو دیکھا جائے تو وہاں داخلی عدم استحکام، معاشری ناہمواری، سیاسی انتشار اور سماجی بحران کا مشاہدہ کیا جا سکتا ہے۔

مسلم سکالر محمد عباس نے اس موضوع پر اپنے مقالہ Globalization and its Impact on Education and Culture میں لکھا ہے:

Globalization is a new agenda of the west to re-colonize the east. It is seen as a new approach of how the western hegemony can be imposed on the political, economic, social, cultural and other aspects of the people in the east, particularly in the Muslim world.(11)

مسلم معاشرہ میں عالمگیریت کے حوالہ سے دو گروہ موجود ہیں جن میں ایک عالمگیریت کے فوائد کو سامنے رکھ کر سراہتا ہے اور دوسرا گروہ اس کا سخت ناقد ہے۔ مؤخر الذکر گروہ کے نزدیک مغرب اس تحریک کے ذریعے لذت پرستی پر مبنی اقدار کو فروغ دے کر ہماری تہذیبی اور نظریاتی شناخت کو کمزور کرنا چاہتا ہے اور اپنے تہذیبی شکنجے میں جکڑ کر رکھنا چاہتا ہے۔ اس گروہ کے نزدیک:

"موجودہ عالمگیریت ہے تو نوآبادیاتی نظام ہی لیکن انتہائی عیارانہ، پر فریب انداز میں ایک فاصلے پر رہ کر ترقی یافتہ میڈیا جیسے کیبل اور سیٹلائٹ ٹی وی، انٹرنیٹ اور دیگر جدید ذرائع ابلاغ کے ذریعے نفوذ پزیر ہے"۔(۱۲)

ہر دو رائے میں اس بات سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ یہ تحریک محض چند طاقتوں کے تحفظ کا نام ہے۔

عالمگیریت اور خاندان:

عالمگیریت کا سب سے بڑا نقصان اجتماعیت کا متاثر ہونا ہے۔ اجتماعیت کی نفی در حقیقت انفرادیت پسند رویہ کی وجہ سے پیدا ہوئی اسی لئے انفرادیت پسندی نے خاندان جیسے ادارہ کو درہم برہم کر دیا وہ معاملات جو خاندان میں طے ہوتے تھے اخلاقیات کی بنیاد پر حل کئے جاتے تھے اب قانون کی روشنی میں حل کئے جانے لگے یہاں تک مغرب میں ایک بچہ ایک تھپڑ پر ماں باپ کے خلاف پولیس کو طلب کر سکتا ہے۔ آزادی کے اس تصور نے جدائی اور تنہائی پسند رویوں کو جنم دیا جہاں حفظ مراتب نہ رہے رشتوں کا تقدس نہ رہے وہاں ایک خاندانی وحدت کیسے برقرار رہ سکتی ہے۔ ایسے سیکولر ذہن پیدا ہوتے ہیں جنہیں، افادیت پسندی کے علاوہ کوئی قدر معلوم نہیں ہوتی بلکہ روایتی اخلاقی قدروں کو مذمت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ ڈاکٹر انیس احمد نے عالمگیریت کے نتیجہ میں پیدا ہونے والے انفرادیت پسند رویہ سے متعلق لکھا ہے۔

"عالمگیریت نے انفرادیت پسندی کے فلسفیانہ تصور کو مرکزی مقام دے کر ایک طرف اخلاق کو ایک اضافی قدر قرار دے دیا ہے اور دوسری جانب اس کے نتیجے میں خاندان کے ادارے کو ایک غیر ضروری شعبہ اور انفرادی پسند یا ناپسند پر چھوڑ دیا ہے۔ چنانچہ آج کا امریکی نوجوان ہو یا عالمگیریت سے متاثر ایک پاکستانی نوجوان، وہ یہ سمجھتا ہے کہ اس کا اپنا دل جو بات چاہتا ہے اسے وہی کرنے کا اخلاقی اور

قانونی حق حاصل ہے۔ اگر اس کا دل چاہتا ہے کہ وہ ہر شام اسلام آباد کے ایک مہنگے کیفے ٹیریا میں بیٹھ کر چند نوجوان لڑکوں اور لڑکیوں کے ساتھ ''شیشہ'' سے شوق کرے تو یہ اس کا ''انسانی حق'' ہے۔ اس کے والدین، اس کے بھائی بہن، اس کے چچا، ماموں کسی کو یہ حق نہیں کہ اسے اس سے روک سکے۔ اسے یہ حق بھی حاصل ہے کہ وہ اپنے بارے میں یہ طے کرلے کہ وہ باقاعدہ رشتہ ازدواج میں منسلک نہیں ہو گا بلکہ جب تک اور جس سے چاہے دوستی کرتا رہے گا اور اگر کسی وقت ضرورت سمجھے تو شادی بھی کرلے گا ورنہ تمام عمر دوستیوں ہی میں گزار دے گا۔ عالمگیریت کا انفرادیت پسندی کے حوالہ سے یہ تصور مغربی اخلاقیات اور تمدن میں گذشتہ دو صدیوں سے قابل قبول رہا ہے اور گذشتہ پچاس سالوں میں اس کی حیثیت ایمان کی سی ہو گئی ہے ۔ اس کا پہلا اہم نتیجہ یہ ہے کہ اگر کسی معاشرہ میں انسانی رشتوں کا وجود نہیں ہو گا تو معاشرہ میکانکی، معاشی اور وقتی مفاد پرستی کا دائمی طور پر شکار رہے گا اور تہذیب و ثقافت اور اخلاقی اقدار، جس بنیادی ماحول میں آنے والی نسلوں میں منتقل ہوتی ہے وہ ماحول کبھی وجود میں نہ آسکے گا۔ یہ ماحول صرف اور صرف اس وقت پیدا ہوتا ہے جب خاندان کے ادارے کو معاشرہ میں مرکزی حیثیت حاصل ہو اگر خاندان کی جگہ یہ مرکزی حیثیت کسی ''کافی گھر'' یا ''شیشہ محل'' کو حاصل ہو جائے جہاں دوستی، تبادلہ خیالات، تفریح، آسودگی، لذت، بعام و قیام، غم اور خوشی کا اظہار کیا جاتا ہو تو پھر وہ ''شیشہ محل'' خاندان کے ادارے کا متبادل بن جاتا ہے اور تہذیب و ثقافت اور اخلاقی اقدار کی فطری موت واقع ہو جاتی ہے۔ خاندان ایک معاشی طور پر کم خرچ ادارہ نہیں ہے جہاں ہوٹل کے مقابلے میں کم خرچ پکنک اور کھانا مل جائے بلکہ یہ ایک اخلاقی، ثقافتی اور تہذیبی مرکز ہے جہاں سے انسان یا تو مہذب بن کر نکلتا ہے یا اس ادارہ کے منتشر ہونے کی شکل میں ایک درندہ بن کر۔ اس لیے خاندان کے نظام کے وجود، اس کی تقدیس، اس کے کردار اور اس کی مرکزیت کو جب بھی صدمہ پہنچے گا پورا معاشرہ اور نتیجتاً وجود میں آنے والی تہذیب میں اس کا مکمل انعکاس پایا جائے گا۔'' (۱۳)

پوری دنیا میں اس تحریک کی نفوذپذیری کے جو بھی ذرائع و وسائل ہوں لیکن اس ضمن میں سب سے بڑا حملہ اخلاقیات پر ہوتا ہے۔ آج کی مغربی اباحیت پسندی اور جنسی انارکی نے خاندان جیسے مرکزی ادارہ کی چولیں ہلا کر رکھ دی ہیں۔

عالمگیریت نے تعلیم اور ابلاغ عامہ کے ذریعہ اپنا پہلا وار اسی ادارہ پر کیا ہے اور مغربیت اور جدیدیت کے نام پر اس بنیادی انسانی ادارہ کو غیر فعال بنانے کے لیے اپنے تمام وسائل کو لگا دیا ہے۔ چنانچہ

تدریسی کتب میں خاندان کا جو تصور پیش کیا جاتا ہے اس کے نتیجہ میں وہ ایک خالص معاشی ضروریات کا ادارہ معلوم ہوتا ہے جہاں ایک شوہر اور اس کی منکوحہ اور ایک یا دو بچے اپنی معاشی اور مادی ضروریات کی تسکین کر سکتے ہیں۔ بقیہ رشتے جو نسبی طور پر یا صہری طور پر قرآن و سنت سے ثابت ہیں غیر ضروری قرار دے دیے جاتے ہیں چنانچہ جو ذہن اس عمرانی تصور سے پیدا ہوتا ہے وہ خود بخود انفرادیت پسندی کی طرف مائل ہوتا ہے(۱۴)۔

مغربی مفکرین کی تحریروں سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ وہ خاندان کو بھی ایک مادی اور محض حیاتیاتی ضرورت سے زیادہ درجہ نہیں دیتے۔ گویا مل کر رہنا انکی معاشرتی یا معاشی مجبوری ہو۔

The family is a social group chracterized by common residence, economic co-operation and reproduction. It includes adults of both sexes, at least two of whom maintain a socially approved sexual relationship, and one or more children, own or adopted, of the sexually cohabiting adults. (15)

Mike Haralambos نے امریکی خاندان پر Parson کا تبصرہ نقل کرتے ہوئے لکھا ہے:

Parson concentrated his analysis on the family in modern American society despite this, his ideas have a more general application since he argued that the American family retains two basic and irreducible functions, which are common to the families in all societies. These are the "Primary Socialization of children and the stabilization of the adult personalities of the population of the society" (16)

بعد ازاں پارسن نے خاندان کو ایک صنعت کے طور پر پیش کیا جہاں انسانی شخصیات کی پیداوار ہوتی ہے۔

-Parson argued that "Families are factories which produce human personalities". (17)

جدید دور کے خاندان میں روایتی اختیار کی جگہ کمانے والے کارکن کی حیثیت بڑھی اور آہستہ آہستہ خاندان کم سے کم افراد کا مجموعہ بنا۔ مرڈوک(Murdock) نے امریکہ کے کالوں(Black) کے خاندانی نظم (Family structure) پر بحث کرتے ہوئے ثابت کیا کہ ان کے ہاں خاندان ایک عورت اور بچوں پر مشتمل ہوتا ہے لیکن یہ استثنا ہو سکتا ہے کیونکہ غلامی کے عہد میں آقا خاندان کے

مرد کو کہیں بیچ کر صرف عورت اور بچوں کو اپنے پاس رکھ سکتا تھا اس طرح خاندان منتشر (Split) ہوتے رہے۔ روایتی نظام کے بگڑنے کے سنگین نتائج برآمد ہوئے۔

(i) شادی کے بغیر مل کر رہنے والوں کی تعداد میں اضافہ ہوا اور ایک نئی اصطلاح شریک کار (Partner) کی ایجاد ہوئی۔

(ii) شادیاں ناکام ہونا شروع ہوئیں اور طلاقوں کی تعداد بڑھی۔

(iii) بچوں پر برے نفسیاتی اثرات مرتب ہوئے، جذباتی طور پر مضطرب بچوں (Emotionally disturbed children) کا اضافہ ہوا۔

(iv) تنہا ماؤں (Single Mothers) کا ایک نیا گروپ وجود میں آیا جو جنسی تعلق کے نتیجے میں پیدا ہوئے بچوں کو بغیر باپ کے پالتی ہیں۔

(v) جدید معاشرے کو نوخیزی کے حمل (Teenage Pregnancy) کا مسئلہ درپیش ہے۔ آزادی کی وجہ سے نوخیز لڑکیاں جنسی تجربوں کی وجہ سے حاملہ ہوتی ہیں۔ برطانیہ میں 10 برس کی لڑکیوں نے بچوں کو جنم دیا ہے۔

(vi) اخلاقی قدروں کی پامالی کے نتیجے میں جنسی طور پر منحرف افراد کا اضافہ ہوا ہے اب مغرب میں ہم جنس پرستی ایک قابل قبول رویہ ہے اور اب تو پروٹسٹنٹ کلیسا نے ہم جنس پرستوں کو پادری کے طور پر بھی قبول کیا ہے۔ مغربی ریاستوں نے خاندان کے بہت سے فرائض اپنے ذمہ لے لیے ہیں لہٰذا خاندان کی ضرورت باقی نہیں رہی۔(۱۸)

عالمگیریت کی تحریک کے نتیجے میں جو تبدیلیاں آئیں گی اس کا حاصل یہ ہوگا کہ سرمایہ اور اشیاء کی منتقلی آسان ہوگی اور شاید افراد کی آمد ورفت بھی آسان ہو۔ تیسری دنیا کے افراد کے لیے تو پابندیاں کسی نہ کسی طرح رہیں گی البتہ ترقی یافتہ ممالک کے افراد آسانی کے ساتھ دندناتے پھریں گے۔ اس سے جو فرق پڑے گا وہ بنیادی طور پر اخلاقی اور ثقافتی ہوگا۔ چونکہ مغربی کلچر بدکرداری پر مبنی ہے اس لیے سب سے پہلا اثر تو اخلاقی ہوگا۔ بدکرداری کو فروغ ملے گا۔ سرمایہ دار ممالک کے بدکردار افراد کو دولت کی وجہ سے ہر قسم کے اقدام کی اجازت ہوگی اور حکومتیں ان کو تحفظ فراہم کریں گی۔ لوگوں کو تسلی دی جائے گی کہ سرمایہ کاری بڑھ رہی ہے۔ طوائف کلچر کی حوصلہ افزائی ہوگی کیونکہ عصمت فروشی بھی تو سرمایہ لانے کا باعث بنے گی اور سرمایہ سے محبت کرنے والی حکومتیں اسے "جنسی صنعت" (Sex

Industry) قرار دینے میں کوئی تامل نہ کریں گی۔ مسلم دنیا پر پہلا اثر جو عالمگیریت کا ہوگا وہ حیا باختگی اور اخلاقی فساد کا ہوگا۔ مسلمان معاشروں میں جو تھوڑی بہت مزاحمت ہے وہ عالمگیریت کے بوجھ تلے دم توڑ دے گی (خدانہ کرے کہ ایسا ہو)۔ مسلم معاشروں پر عالمگیریت کا جو دباؤ ہوگا اس کی وجہ سے انہیں اپنے معاشروں میں دینی روایت کو قائم رکھنا ہوگا، انہیں زبان کی حفاظت کرنا ہوگی اور اپنے معاشرتی اداروں کا دفاع کرنا ہوگا اور سب سے اہم اپنے تشخص کو بدلتے ہوئے حالات، نئے تقاضوں اور تغیر پذیر عالمی ماحول میں قائم رکھنے کی جدوجہد کرنا ہوگی۔ دینی قیادت کی ذمہ داریاں بڑھ گئی ہیں۔ اسے ہوش و حواس قائم رکھتے ہوئے خطرے کا مقابلہ کرنے کے لیے تیار ہو جانا چاہیے۔ انفرادی واجتماعی، معاشرتی و سیاسی ہر سطح پر عالمگیریت کے اثراتِ بد کی مزاحمت منظم رہنی چاہیے۔(۱۹) عالمگیریت کے نتیجے میں مغربی معاشرت اور ثقافت کا غلبہ ہوگا۔ مغربی اقدار کے جارحانہ فروغ کی پالیسی پہلے ہی مرتب کی جاچکی ہے۔ عالمی میڈیا کے ذریعہ سے اسے مسلط کرنے کی کوششیں جاری ہیں۔ عالمگیریت دراصل مغربی کلچر کے غلبے ہی کا دوسرا نام ہے۔ خاندان کی تباہی، اخلاقی قدروں کی پامالی، عریانی وفحاشی کا فروغ، ایثار وشفقت کا فقدان، خود غرضی ومفاد پرستی کا راج، غیرت وعصمت کی ناقدری اور ہر شے حتیٰ کہ انسان بھی خریدنی و فروختنی ہوگا۔ ہم جنس پرستی کو معمول قرار دیا جائے گا اور طوائف کلچر کو مقبول بنایا جائے گا۔ عورت کی آزادی کے نام پر اسے بے حیائی کی صلیب پر قربان کر دیا جائے گا۔(۲۰)

الکس کمفرٹ Alex Comfort کہتے ہیں: ایک بیوی جو ایک الگ محبوب رکھتی ہے یا شوہر جو ایک داشتہ رکھتا ہے ہو سکتا ہے کہ وہ جدید برطانوی سماج میں جنسی تعلق کی سادہ ترین صورت پر عمل نہ کر رہے ہوں، لیکن یہ عین ممکن ہے کہ وہ اپنی مخصوص ضروریات کے سلسلے میں انتہائی معقول اور مطلوب حل کو اختیار کئے ہوئے ہوں۔ -- فی الحقیقت بہت سی عمدہ شادیوں اور بہت سی عمدہ شخصیتوں کو اپنے پیروں پر کھڑے ہونے کے لئے بدکاری کی تھونی adulterous prop کی ضرورت ہوتی ہے۔ یہ چیز ناپختہ immature ہو سکتی ہے۔ لیکن اس کا دائرہ کافی پھیلا ہوا ہے۔ اور یہ چیز ناگزیر سی معلوم ہوتی ہے کہ دوسری بہت سی تہذیبوں کی طرح ہماری تہذیب اس کو قبول کرے گی اور اپنے اندر اس کی گنجائش پیدا کرے گی۔ --بہت سے مرد ہوتے ہیں جنہیں دو امدادی بیویوں Complementary wives کی ضرورت ہوتی ہے، اسی طرح عورتیں ہوتی ہیں جنہیں دو امدادی شوہروں کی ضرورت ہوتی ہے یا یہ کہ کم از کم دو امدادی محبت کے مراکز کی ضرورت

ہوتی ہے۔اب اگر ہم یہ اصرار کریں کہ اول یہ چیز غیر اخلاقی اور عقیدے کی خلاف unfaithful ہے دوسرے یہ کہ اگر یہ چیز ہو جاتی ہے تو محبت کے ہر مرکز کے لئے واجب ہے کہ وہ اپنے لئے خصوصی حقوق کے لئے اصرار کرے تو ہم صرف ایک مسئلہ کے تئیں غیر ضروری دشواریوں کا اضافہ کرتے ہیں جو ہو سکتا ہے کہ بالکل نہ ہوتیں یا اگر ہوتیں بھی تو برائے نام ہوتیں۔ بشرطیکہ ہر شخص کو اجازت ہوتی کہ وہ مسئلہ کو اپنے انداز سے حل کرے۔(۲۱)

پہلی دنیا کے سردار امریکہ کے سلسلے میں ایک نئے مطالعہ کا انکشاف ہے کہ وہاں ہم جنس پرستی روز افزوں اضافہ پذیر ہے۔ امریکیوں کا ۵/۱ حصہ ایسے افراد پر مشتمل ہے جنہوں نے ۱۵ سال کی عمر کو پہنچنے کے بعد کبھی نہ کبھی اپنی ہی صنف کے کسی نہ کسی فرد کے اندر صنفی کشش محسوس کی ہو۔ واشنگٹن میں ہارورڈ اسکول آف پبلک ہیلتھ اور سنٹر فار ہیلتھ پالیسی اسٹڈیز کے محققین کے مطابق ۲ء۶ فی صد تا ۸ء۲۰ امریکی مردوں اور ۳ء۳ فی صد تا ۸ء۱۷ فیصد عورتوں کو ضمناً ہم جنس پرست سمجھا جا سکتا ہے۔ ان میں بڑی تعداد ان افراد کی ہے جنہوں نے ۱۵ سال کی عمر کو پہنچنے کے بعد سے مبینہ طور سے ہم جنس پرستانہ رویہ اختیار کیا یا اپنی ہی صنف کے کسی فرد کے اندر صنفی کشش محسوس کی۔ ہارورڈ کے ایک ماہر عددیات اور مطالعہ کے ایک مصنف ڈیوڈ وائی پچ کا کہنا ہے کہ ہمارا نظریہ یہ ہے کہ صنفی میلان کا مسئلہ محض ہاں یا نہیں کا سوال نہیں، نہ ہی صنف مخالف یا ہم جنس سے لذت اندوزی کا مسئلہ ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اکثر افراد کے صنفی میلانات میں فرق پایا جاتا ہے۔ کوئی فرد صنف مخالف میں زیادہ کشش محسوس کرتا ہے اور کوئی اپنی ہی صنف کے کسی فرد کی طرف زیادہ مائل ہوتا ہے۔ اس رپورٹ کے بعد وہاں کے ہم جنس پرست مردوں اور عورتوں سے متعلق قومی ٹاسک فورس نے فوراً ہی ایک خبر نامہ شائع کر دیا جس میں واضح طور پر اعلان کیا گیا کے یہ اعداد و شمار گزشتہ سال کے اعداد و شمار سے نمایاں طور پر زیادہ ہیں۔(۲۲)

جب کہ برطانیہ کی صورت حال یہ ہے کہ وہاں ایک خاتون ہم جنس (Lesbian) باقاعدہ وزارت کے منصب پر فائز ہیں۔(۲۳) ترقی یافتہ جرمنی کا معاملہ بھی اس حوالے سے ارتقاء پذیر ہے۔ ہمبرگ کی سوشل ڈیموکریٹک قیادت والی حکومت نے اس خبر کے مطابق گزشتہ ماہ اس قانون کو منظور کر لیا ہے، جس کی رو سے ہم جنس مرد اور ہم جنس عورتیں اپنے ہم جنسوں کے ساتھ قانونی طور پر شریک حیات بن کر رہ سکتے ہیں۔ اس قانون کا فائدہ اٹھاتے ہوئے وہاں کے سات ہم جنس جوڑوں نے شریک حیات کی حیثیت سے اپنے نام رجسٹر کرائے۔ اسی طرح سویڈن اور ناروے تو ہم جنس کی شادی کو پہلے ہی

تسلیم کر چکے تھے، تازہ اطلاع کے مطابق نیدر لینڈ میں بھی ایک ہی جنس کے درمیان شادی کے لیے تمام رکاوٹیں دور کر دی گئی ہیں۔(۲۴)

تازہ اطلاعات کے مطابق ریاستہائے متحدہ امریکہ کی راجدھانی واشنگٹن میں تقریباً پندرہ ہزار مرد وعورت ہم جنس پرستوں Homosexuals and Lesbians نے اپنا ایک دن، جس کا نام انہوں نے 'ہم جنسوں کا فخر ومباہات Gay pride دیا تھا، منانے کے لئے اس کی گلیوں میں مارچ کیا۔ ان کے بر سطح آب ہونے کی وجہ ماہرین سماجیات کی یہ دریافت تھی کہ امریکیوں کی دس فیصد تعداد ہم جنس پرست ہے۔ اس موقع پر واشنگٹن کے ایک وکیل اور اس تقریب کے منتظم صاحب نے پریس کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا: اس دن کے منانے کا مقصد جنسی اقلیتوں کو باہمی ملاقات کا موقع فراہم کرنا، نیز اپنی برادری سے مل کر خوشی کا اظہار اور اپنی قدر و قیمت کا احساس پیدا کرنا ہے۔(۲۵)

مغرب میں انفرادیت پسندی کے رجحانات کے باعث جنسی انارکی اور جنسی اباحیت کو فروغ مل رہا ہے جس کے نتائج کسی سے ڈھکے چھپے نہیں ہیں۔ یہ ایک سرسری سا نقشہ تھا ان ممالک کی صورتحال کا جو اپنے آپ کو دنیا کے سامنے مہذب ترین معاشرے کی صورت میں پیش کرتے ہیں جہاں نہ صرف خاندانی روایات دم توڑ چکی ہیں بلکہ خاندانی نظام کا نقشہ ہی بدل چکا ہے۔ یوں عالمگیریت کے طوفان میں خاندانی انتشار کا زہر بھی ہر دوسرے معاشرے میں پھیل رہا ہے۔

عالمگیریت اور مسلم خاندان:

مسلم ممالک جو معاشی یا سیاسی لحاظ سے مستحکم ہیں یا انتشار کا شکار ہیں ہر دوسرا مسلم معاشرہ عالمگیریت کی لپیٹ میں ہے۔ خاص طور پر سماجی اور ثقافتی عالمگیریت کے آثار مسلم معاشروں میں تیزی سے جڑ پکڑ رہے ہیں۔ جس کا براہ راست اثر مسلم معاشرت کے سب سے مضبوط ادارہ خاندان پر پڑ رہا ہے۔

اگرچہ مسلم معاشرہ میں خاندانی نظام کی حالت اس قدر ابتر نہیں جس قدر دیگر غیر مسلم مشرقی ممالک میں نظر آتی ہے۔ مسلم معاشرہ میں خاندانی نظام کے کچھ مسائل تو داخلی اور علاقائی نوعیت کے ہیں جو یہاں زیر بحث نہیں البتہ عالمگیریت کے زیر اثر آج کے مسلم معاشرہ میں خاندانی نظام کو متاثر کرنے والے بڑے مظاہر میں آزادی نسواں، اباحیت پسندی، خاندانی منصوبہ بندی اور زناکاری میں اضافہ، ہم جنس پرستی اور زنانہ ہم جنس پرستی وغیرہ شامل ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ کم و بیش ہر دوسرے مسلم معاشرہ

میں مذکورہ بالا مظاہر میں سے کچھ نہ کچھ ضرور منظر عام پر آئے ہیں۔ جس نے خاندانی نظام کی بنیادوں کو ہلا کر رکھ دیا اور کثرت طلاق کے رجحانات میں بھی اضافہ ہوا۔ اولاد کی پرورش و تعلیم و تربیت بھی بوجھ بن گیا اور بزرگوں کا احترام خال خال نظر آتا ہے۔ یہی وجہ ہے سرمایہ کی دوڑ میں بعض گھرانوں میں بچوں اور بزرگوں، دونوں طبقات کے لئے وقت کی قلت کے باعث متبادل انتظامات کئے جانے کا اہتمام عام ہو رہا ہے۔ کم عمر بچیوں کے ساتھ زنا کے واقعات بھی آئے روز میڈیا پر رپورٹ ہو رہے ہیں۔ جسم فروشی کے اڈوں میں بھی اضافہ ہوا ہے۔ یہاں تک کہ پاکستان کے مسلم معاشرہ میں ہم جنس پرستی کے واقعات بھی عام ہوتے جا رہے ہیں۔ درحقیقت یہ سب اخلاقی زوال کے نتائج ہیں جب انفرادیت پسندی اور افادیت پرستی کے رجحانات عام ہوں گے تو ایک ایسی لذت پرستی جنم لے گی جو انسانیت کو حیوانیت کی سطح پر لا کھڑا کرے گی اور روحانی و اخلاقی اقدار کی جگہ مادی اقدار کا عام ہونا لازمی قرار پائے گا۔ جب مغرب کی اندھی تقلید مسلم معاشروں کے لئے سرمایہ افتخار ہو گی تو ایک ایسی عقل معاش وجود میں آئے گی جس کا سب سے بڑا ہدف عقل معاد ہو گا۔

خاندانی استحکام سیرت طیبہ ﷺ کی روشنی میں :

زندگی کے ہر معاملے میں نبی کریم ﷺ کا اسوہ ہمارے لیے عملی نمونہ ہے۔ نبی کریم ﷺ نے ۲۳ سال کے عرصہ میں ایک ایسا انقلاب برپا کیا کہ عرب جو جاہلیت کے گھٹاٹوپ اندھیرے میں ڈوبے ہوئے تھے کو اللہ کے پیغام سے روشناس کروایا اور اُنہی عربوں نے پوری دنیا میں آپ ﷺ کے پیغام کو عام کیا۔ نبی کریم ﷺ نے ایک ایسا صالح معاشرہ قائم کیا کہ جس میں رہنے والوں کے لیے اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا کہ اللہ ان سے راضی ہوا اور وہ ان سے راضی ہوئے یعنی آپ ﷺ کے صحابہ کرام جنہوں نے اپنی زندگیوں کو آپ ﷺ پر نچھاور کر دیا۔ نبی کریم ﷺ نے جو معاشرہ قائم کیا اور جو معاشرتی آداب سکھائے وہ پوری دنیا کے لیے اصول معاشرت قرار پائے اور جن بنیادوں پر ایک خاندان کو استحکام دیا آج بھی منتشر اور بھٹکے ہوئے معاشروں میں ایک بکھرے ہوئے خاندان کو نبوی اصولوں پر ہی جوڑا جا سکتا ہے۔ نبی کریم ﷺ کی سیرت کا جائزہ لیں اور آپ ﷺ کی دی ہوئی تعلیمات کا مطالعہ کریں تو معلوم ہوتا ہے کہ آپؐ نے خاندان کی ہر اکائی کو اس کے حقوق فرائض سے آگاہ کیا اور خود اپنی سیرت سے

ایسی مثالیں پیش کیں جو رہتی دنیا تک کے ہر خاندان کے لیے مثالی حیثیت رکھتی ہیں۔ یہاں خاندانی استحکام کے لیے آپؐ نے وحی الٰہیہ کی روشنی میں جو تعلیمات دیں ان کا اختصار کے ساتھ جائزہ لیا جائے گا۔

ا۔ نبی کریم ﷺ نے اپنی امت کو نکاح کی ترغیب دی اور اس کے فضائل بیان کیے اس کا لازمی نتیجہ معاشرے میں عفت و عصمت کو فروغ دینا اور جائز طریقے سے اپنی خواہشات کو پورا کرتے ہوئے نسل کی حفاظت کرنا تھا۔ آپ ﷺ نے اپنی امت کو قرآن مجید کے یہ پیغام سنایا:

وَأَنكِحُوا الْأَيَامَى مِنكُمْ وَالصَّالِحِيْنَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَإِمَائِكُمْ إِن يَكُونُوا فُقَرَاء يُغْنِهِمُ اللَّهُ مِن فَضْلِهِ وَاللَّهُ وَاسِعٌ عَلِيْم۔ (۲۶)

اور تم اپنے میں سے بے نکاحوں کا نکاح کردو اور اپنے غلاموں اور لونڈیوں میں سے جو نکاح کے لائق ہوں ان کا بھی نکاح کر دو۔ اگر وہ غریب ہوں گے تو اللہ انہیں اپنے فضل سے غنی کر دے گا اور اللہ وسعت والا جاننے والا ہے۔

آپ ﷺ نے نہ صرف نکاح کا حکم سنایا بلکہ نکاح کی ترغیب دیتے ہوئے اس کے مقصد کو بھی واضح کیا تاکہ حیا اور پاک دامنی نوجوانوں کا زیور رہے:

یا معشر الشباب من استطاع الباء ۃ فلیتزوج فانہ اغض للبصر واحصن للفرج ومن لم یستطع فعلیہ بالصوم فانہ لہ وجاء۔(۲۷)

اے نوجوانوں کی جماعت جو کوئی نکاح کی طاقت رکھتا ہو اسے چاہیے کہ وہ نکاح کرے کیونکہ نکاح نظر کو نیچے رکھنے اور شرمگاہ کو محفوظ رکھنے کا بہترین ذریعہ ہے اور اگر کسی کی استطاعت نہ ہو تو وہ روزے رکھے کیوں کہ روزہ رکھنے سے شہوت کم ہوتی ہے۔

ایک اور مقام پر آپ ﷺ نے فرمایا:

من اراد ان یلقی اللہ طاہراً مطہراً فلیتزوج الحرائر۔(۲۸)

جو شخص یہ چاہتا ہے کہ وہ اللہ تعالی سے طاہر و مطہر کیفیت میں ملے اسے چاہیے کہ آزاد عورتوں سے نکاح کرے۔

آپ ﷺ نے مزید فرمایا: تین آدمی ہیں جن کی اعانت اللہ کے ذمہ ہے: خدا کی راہ میں جہاد کرنے والا۔ وہ غلام جو اپنی قیمت ادا کرنا چاہتا ہو اور وہ نکاح کرنے والا جو عفت چاہتا ہو۔ (۲۹) گویا کہ آپ ﷺ نے ظاہری و باطنی طہارت کے لئے نکاح کو لازم قرار دیا تاکہ ایک انسان اپنی جائز خواہش کو اللہ کے نام پر پورا

کر کے اللہ کی رضا کو حاصل کرے اور تجرد کی بجائے پر سکون عائلی زندگی بسر کرے۔ یہی وجہ ہے کہ نبی کریم ﷺ نے رہبانیت کی نفی کی اور اپنے معاملات کو خوش اسلوبی سے سر انجام دینے کی تاکید کرتے ہوئے آپ ﷺ نے اپنی مثال پیش کی:

اللہ کی قسم میں اللہ تعالیٰ سے تمھاری نسبت بہت زیادہ ڈرنے والا اور خوف کھانے والا ہوں۔ لیکن میں روزہ رکھتا ہوں اور افطار بھی کرتا ہوں، نماز پڑھتا ہوں اور سوتا بھی ہوں اور عورتوں سے نکاح بھی کرتا ہوں، یاد رکھو جو میری سنت سے روگردانی کرے گا وہ میرے طریقے پر نہیں۔(۳۰)

آپ ﷺ نے انسانیت کو اللہ کا یہ پیغام کہ نکاح محض شہوت کی تکمیل نہیں ہے بلکہ عورت کی عزت اور احترام اسی میں ہے کہ اس کو رشتہ ازدواج میں منسلک کیا جائے نہ کہ بغیر نکاح کے شہوت کو پورا کیا جائے نہ ہی چھپی آشنائیاں بنائی جائیں۔ قرآن مجید میں کئی مقامات پر اس پیغام کو دوہرایا گیا جیسے ایک جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

فَانكِحُوهُنَّ بِإِذْنِ أَهْلِهِنَّ وَآتُوهُنَّ أُجُورَهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ مُحْصَنَاتٍ غَيْرَ مُسَافِحَاتٍ وَلاَ مُتَّخِذَاتِ أَخْدَانٍ(۳۱)

کتاب اللہ کی روشنی میں اللہ کا پیغام واضح ہو جاتا ہے کہ کسی بھی مرد کے لیے بغیر نکاح کے کسی عورت سے کسی قسم کا کوئی تعلق رکھنا جائز نہیں ہے۔ قرآن میں عورت سے ناجائز طریقے سے شہوت کی تکمیل کو زنا قرار دیا ہے اور اس کی سخت سزا مقرر کی ہے۔ اس لئے اس جدید پر فتن دور میں بنا نکاح کے آزادانہ طور پر مل جل کر رہنے کا جو رویہ جدید مغربی عالمگیریت میں فروغ پا رہا ہے۔ اسلام کا خاندانی نظام کسی بھی طرح اسے قبول نہیں کرتا اور مسلم امہ کو اپنے مضبوط نظام نکاح کے ذریعہ عفت و عصمت میں پرو کر رکھتا ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے شادی کے عمل کو با مقصد قرار دیتے ہوئے اس کی اہمیت و افادیت کو جابجا بیان فرمایا۔ قرآن مجید نے ازدواجی رشتے کو انسانی فطرتی تقاضوں کی تکمیل، باہمی محبت و مودت کا ذریعہ قرار دیا۔

وَمِنْ آيَاتِهِ أَنْ خَلَقَ لَكُم مِّنْ أَنفُسِكُمْ أَزْوَاجاً لِّتَسْكُنُوا إِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُم مَّوَدَّةً وَرَحْمَةً إِنَّ فِيْ ذَلِكَ لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ يَتَفَكَّرُونَ(۳۲)

اور اسکی نشانیوں میں سے ہے کہ اس نے تمہارے لئے تمہاری ہی جنس کی عورتیں پیدا کیں تاکہ انکی طرف آرام حاصل کرو اور تم میں محبت اور مہربانی پیدا کردی جو لوگ غور و فکر کرتے ہیں ان کے لئے ان باتوں میں نشانیاں ہیں۔

ب۔ خاندانی استحکام اور مضبوط سماجی نظام کی تشکیل میں والدین کے حقوق کا تحفظ بھی انتہائی اہمیت کا حامل ہے۔دور جدید میں بڑھتی ہوئی انفرادیت پسندی میں والدین کو نظر انداز کئے جانے کے رجحانات میں اضافہ ہوتا جارہا ہے۔آج سے چودہ سو سال پہلے نبی رحمت ﷺ نے والدین کے حقوق میں ایسی بنیادی اور اصولی تعلیمات دیں جو ابدی اور دائمی ہونے کے ساتھ ساتھ عالمگیر حیثیت کی حامل ہیں۔آپ ﷺ نے انسانیت کو اللہ کا یہ پیغام سنایا کہ توحید کے بعد والدین کے ساتھ حسن سلوک کی اہمیت ہے۔

وَقَضَى رَبُّكَ أَلاَّ تَعْبُدُواْ إِلاَّ إِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَاناً إِمَّا يَبْلُغَنَّ عِندَكَ الْكِبَرَ أَحَدُهُمَا أَوْ كِلاَهُمَا فَلاَ تَقُل لَّهُمَا أُفٍّ وَلاَ تَنْهَرْهُمَا وَقُل لَّهُمَا قَوْلاً كَرِيمًا وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُل رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيَانِي صَغِيرًا (۳۳)

آپ ﷺ نے اہل ایمان کو والدین کی خدمت کے صلہ میں جنت کی نوید اور انکی نافرمانی پر عذاب کی وعید سنائی۔

حضرت ابوامامہؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا یارسول اللہؐ والدین کا اولاد پر کیا حق ہے؟ فرمایا وہ تیری جنت اور تیری دوزخ ہیں۔(۳۴) آپ ﷺ نے والدین کو حسن سلوک کا سب سے بڑھ کر حقدار ٹھہرایا۔

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے عرض کیا یارسول اللہؐ میرے حسن سلوک کا سب سے زیادہ حق دار کون ہے؟ فرمایا تیری ماں۔ بولا پھر کون؟ فرمایا تیری ماں؟ بولا پھر کون؟ فرمایا تیری ماں۔ بولا پھر کون؟ فرمایا تیرا والد۔(۳۵)

ج۔ خاندانی نظام کی تشکیل میں جو تعلق سب سے زیادہ اہم اور حساس ہے وہ میاں بیوی کا تعلق ہے۔اسلام نے دونوں کے حقوق و فرائض کا تعین کیا ہے۔ قبل از اسلام عورت اپنے بنیادی حقوق سے بھی محروم تھی۔اسلام نے عورت کو عزت و احترام کا درجہ دیا اور مردوں کو حکم دیا کہ وہ ان سے حسن سلوک سے پیش آئیں۔ارشاد باری تعالی ہے:

وَعَاشِرُوهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ فَإِن كَرِهْتُمُوهُنَّ فَعَسَى أَن تَكْرَهُواْ شَيْئًا وَيَجْعَلَ اللّهُ فِيهِ خَيْرًا كَثِيرًا (۳٦)

نبی کریمؐ ایک مثالی شوہر تھے اور ازواج مطہرات کے ساتھ آپؐ کا حسن سلوک بھی مثالی نوعیت کا تھا۔آپؐ کی سیرت طیبہؐ میں ایسے کئی آثار ملتے ہیں۔رسول اللہؐ نے فرمایا:

تم میں سے بہتر وہ ہے جو اپنے گھر والوں کے لئے بہتر ہے اور میں اپنے گھر والوں کے لئے بہتر ہوں...(۳۷)

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے، فرماتی ہیں کہ مجھے جتنا رشک حضرت خدیجہؓ پر آتا ہے اتنا رسول اللہؐ کی کسی بیوی پر نہیں آتا حالانکہ میں نے انہیں دیکھا بھی نہیں تھا لیکن آپؐ ان کا ذکر کثرت سے کرتے تھے اور اکثر آپؐ کوئی بکری ذبح فرماتے پھر اس کے اعضاء کاٹتے پھر اسے خدیجہؓ کے ملنے جلنے والیوں میں بھیج دیتے اور کبھی میں آپؐ سے یہ کہہ دیتی کہ ایسا لگتا ہے کہ دنیا میں خدیجہؓ کے سوا اور کوئی عورت ہے ہی نہیں تو آپؐ فرماتے ہاں وہ ایسی ہی تھی اور ان سے میری اولاد ہوئی۔(۳۸) حضرت عائشہؓ سے ہی ایک اور روایت ہے، فرماتی ہیں کہ رسول اللہؐ نے مجھ سے فرمایا میں جان لیتا ہوں جب تو مجھ سے خوش ہوتی ہے اور جب مجھ سے ناراض ہوتی ہے۔ میں نے عرض کیا یہ آپؐ کیسے جان لیتے ہیں۔آپؐ نے فرمایا جب تو خوش ہوتی ہے تو کہتی ہے نہیں قسم محمدؐ کے رب کی اور جب ناراض ہوتی ہے تو کہتی ہے۔ نہیں قسم ہے ابراہیمؑ کے رب کی۔ فرماتی ہیں، میں نے عرض کیا بے شک اللہ کی قسم، اللہ کے رسولؐ (ناراضگی میں) آپؐ کا نام چھوڑ دیتی ہوں۔(۳۹) آپؐ نے بیوی کے اسکے میاں پر کئی حقوق بیان فرمائے۔امام ابو داؤد نے روایت نقل کی ہے:

حکیم بن معاویہ قشیری اپنے والد سے روایت کرتے ہیں، انہوں نے کہا، میں نے عرض کیا یا رسول اللہؐ شوہر پر بیوی کا کیا حق ہے آپؐ نے فرمایا جب تو کھائے تو اسے کھلائے اور جب پہنے تو اسے پہنائے اور اس کے چہرے پر نہ مارے اسے برا نہ کہے اور گھر کے سوا اس سے علیحدگی اختیار نہ کرے۔(۴۰)

آج کی مغربی عالمگیریت میں انفرادیت اور اباحیت پسندی کی وجہ سے عورت تنہائی کا شکار ہے۔آزادی کے بے لگام تصورات نے عورت کے تشخص اور تقدس کو اپنی لپیٹ میں لے لیا ہے۔ان حالات میں اسلام ہی وہ واحد دین ہے جو عورت کے فطری حقوق کا تحفظ فراہم کرتا ہے۔

د۔ عرب معاشرہ جہاں بیٹی کو نفرت کی نگاہ سے دیکھا جاتا اور بیٹی کی پیدائش پر ان کے چہرے سیاہ پڑ جاتے تھے ایسے میں آپؐ نے بیٹیوں کے حقوق بیان فرمائے اور خود آپؐ کی چار بیٹیاں تھیں جن سے آپؐ بہت محبت فرماتے۔ بیٹیوں کی پرورش اور عمدہ تربیت کے فضائل بیان فرما کے آپؐ نے امت کو بیٹیوں سے حسن سلوک کی تاکید فرمائی۔

رسولؐ اللہ نے فرمایا جس نے دو لڑکیوں کی پرورش کی یہاں تک کہ وہ بالغ ہو گئیں۔ میں اور وہ قیامت کے روز اس طرح ہوں گے اور آپؐ نے اپنی انگلیوں کو ملا کر بتایا۔(۴۱) ایک اور موقع پر اس بات کی تاکید فرمائی کہ بیٹوں کو بیٹیوں پر ترجیح نہ دی جائے۔

رسول اللہؐ نے فرمایا جس کے ہاں بیٹی ہو اور وہ اسے زندہ نہ گاڑے اور اس کی توہین نہ کرے اور لڑکوں کو اس پر ترجیح نہ دے اللہ اسے جنت میں داخل کرے گا۔(۴۲)

آپؐ کو اپنی صاحبزادی حضرت فاطمہؓ اور انکی اولاد سے بہت انسیت تھی۔

حضرت فاطمہؓ جب آپؐ کی خدمت میں تشریف لاتیں توآپؐ انکی طرف کھڑے ہو جاتے۔ انکا ہاتھ پکڑتے انہیں بوسہ دیتے اور انہیں اپنی نشست پر بٹھاتے اور جب آپؐ انکے پاس تشریف لے جاتے تو وہ آپؐ کی طرف کھڑی ہو جاتیں، آپؐ کا ہاتھ پکڑتیں اور آپؐ کو بوسہ دیتیں، اور آپؐ کو اپنی جگہ پر بٹھاتیں۔(۴۳) آپؐ حضرت فاطمہؓ سے فرماتے میرے دونوں بیٹوں (حضرت حسنؓ و حضرت حسینؓ) کو بلاؤ پھر آپؐ انھیں سونگھتے اور دونوں کو اپنے ساتھ چمٹا لیتے۔(۴۴) یہ ہے نبی کریمؐ کا اسوہ مبارک جس میں خاندانی نظام کے قیام و بقا اور رشتوں کے تقدس کے ابدی اصول موجود ہیں۔

نبی کریم ﷺ نے معاشرت کے جو آداب سکھائے اور جو اخلاقی اصول و ضوابط انسانیت کے سامنے پیش کئے اس پر پورے یقین کے ساتھ عمل کرنے کے نتیجہ میں ہی ایک ایسا مستحکم خاندان اور معاشرہ وجود میں آسکتا ہے جو عالمگیریت کے اثرات بد سے نہ صرف محفوظ رہنے کی بھرپور صلاحیت رکھتا ہو گا بلکہ پوری دنیا کے لئے قابل تقلید اور مثالی نمونہ قرار پائے گا۔ غرضیکہ اسلام ہی وہ واحد دین ہے جو ایک مضبوط خاندانی نظام کے دائمی اور عالمگیر اصول فراہم کرتا ہے۔

حوالہ جات و حواشی

1. John Sc ott & Gordon Marshall, Oxford Dictionary of Sociology, New York, Oxford University Press, 2005, P. 249.
2. Ibid.

3. Allan Cochrane and Kathy Pain, A globalizing society, (A economics, politics edited by David globalizing world? Culture, .held), London and New York, The Open University, 2004, P. 15

4. .Ibid, P. 6

5. Sumit Roy, Globalisation, ICT and Developing Nations, .P. 13 2005 New DELHI, Sage Publication,

6. .A globalizing world? Culture, economics, politics, P. 11

7. David Held, Anthony McGraw, the Great Globalization, .Press.2003, P.3 Pebate an Introduction, UK, Polity

8. .A globalizing world? Culture, economics, politics, P. 12

۹۔ خالد رحمن، عرفان شہزاد، تعارف در مجلہ مغرب اور اسلام خصوصی اشاعت عالمگیریت کا چیلنج اور مسلمان، اسلام آباد، انسٹی ٹیوٹ آف پالیسی اسٹڈیز، ۲۰۱۰، جلد ۱۳، شمارہ ۲، ص ۱۳۔

۱۰۔ خالد علوی، ڈاکٹر، اسلام کا معاشرتی نظام، لاہور، الفیصل ناشران، ۲۰۰۹، ص ۶۳۳۔

11. Mohd Abbas, Abdul Razak, Globalization and its Impact on ,Education and Culture Malaysia, IDOSI Publications, World Journal of Islamic History and Civilization ,,1(1):592011

12. .Globalization and its Impact on Education and Culture, P. 64

۱۳۔ انیس احمد، ڈاکٹر، عالمگیریت اور تہذیب کا مستقبل، در مجلہ، مغرب اور اسلام خصوصی اشاعت عالمگیریت کا چیلنج اور مسلمان، ۲۰۱۱، جلد ۱۴، شمارہ ۲، ص ۸۔

۱۴۔ ایضاً، ص ۹۔

15. Mike Haralambos Martin Holborn. Sociology themes and foundation, 2000, P. perspectives, Islamabad, National book .504

16. .Ibid, P. 509

17. .Ibid

۱۸۔ اسلام کا معاشرتی نظام، ص ۱۶۰

۱۹۔ ایضاً، ص ۶۴۱

۲۰۔ ایضاً، ص ۶۳۹

۲۱۔ ایضاً، ص ۱۶۰

۲۲۔ امریکہ معاشرے میں ہم جنس پرستی میں اضافہ در مجلہ قومی آواز، دہلی، ۷ ستمبر ۱۹۹۴۔ بحوالہ اصلاحی، سلطان احمد، عصر حاضر کا سماجی انتشار اور اسلام کی راہنمائی، دہلی، مرکزی مکتبہ اسلامی، ۲۰۱۱، ص ۴۴

23. First Lesbian British, The Hindustan Times, Dehli, 12September, 1997

بحوالہ، اصلاحی، سلطان احمد، عصر حاضر کا سماجی انتشار اور اسلام کی راہنمائی، ص ۴۵

۲۴۔ ہم جنس شادی کے لئے نیدر لینڈ میں رکاوتیں ختم در مجلہ قومی آواز دہلی، ۳۰ اکتوبر ۱۹۹۷، بحوالہ عصر حاضر کا سماجی انتشار اور اسلام کی راہنمائی، ص ۴۵

25. Gey pride day, Daily Indian Express, New Dehli, 2 June, 1990

بحوالہ اصلاحی، سلطان احمد، اسلام کا نظریہ جنس، لاہور، الفیصل ناشران، ۲۰۰۷، ص ۵۴، ۴۴

۲۶۔ النور۲۴: ۳۲

۲۷۔ بخاری، الجامع الصحیح، کتاب النکاح، باب من لم یستطع الباءۃ فلیصم، (۵۰۶۶)

۲۸۔ ابن ماجہ، السنن، ابواب النکاح، باب تزویج الحرائر والولود، (۱۸۶۲)

۲۹۔ ترمذی، السنن، باب ماء جاء فی المجاھد والناکح والمکاتب، (۱۶۵۵)

۳۰۔ بخاری، الجامع الصحیح، کتاب النکاح، باب الترغیب فی النکاح، (۵۰۶۳)

۳۱۔ النساء۲۵:۴

۳۲۔ الروم۳۰: ۲۱

۳۳۔ بنی اسرائیل ۲۳، ۲۴

۳۴۔ ابن ماجۃ، السنن، ابواب الادب، باب برالوالدین، (۳۶۵۷)۔

۳۵۔ بخاری، الجامع الصحیح، کتاب الادب، باب من احق الناس بحسن الصحبۃ، (۵۹۷۱)۔

۳۶۔ النساء۴: ۱۹

۳۷۔ ترمذی، السنن، ابواب المناقب، باب فضل ازواج النبیؐ، (۳۸۹۵)

۳۸۔ بخاری، الجامع الصحیح، کتاب مناقب الانصار، باب تزویج النبی خدیجۃ و فضلھا، (۳۸۱۸)۔

۳۹۔ مسلم، الجامع الصحیح، کتاب فضائل الصحابۃ، باب فی فضائل عائشہ، (۶۲۸۵)۔

۴۰۔ ابوداؤد، السنن، کتاب النکاح، باب فی حق المراۃ علی زوجھا، (۲۱۴۲)

۴۱۔ مسلم، الجامع الصحیح، کتاب البر والصلۃ والادب، باب فضل الاحسان الی البنات، (۶۶۹۵)۔

۴۲۔ ابوداؤد، السنن، کتاب الادب، باب فضل من عال یتامی، (۵۱۴۶)۔

۴۳۔ ابوداؤد، السنن، کتاب الادب، باب فی القیام۔(۵۲۱۷)

۴۴۔ ترمذی، السنن، ابواب المناقب، باب مناقب ابی محمد الحسن ابن علی بن ابی طالب والحسین بن علی بن ابی طالب، (۳۷۷۲)۔